شرح الشاطبیہ لملا علی قاری: تعارفی، تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

*حافظ محمد حسن

**ہمایوں عباس

Abstract

The holy Quran, the last revealed book on the last prophet, is a source of guidance for the universe. The Book is descended in seven tones (Saba'a Huroof) for the facilitation of the ummah in reading and understanding. The Holy Prophet PBUH himself taught his companion to read it in these tones. Travelling from person to person, when this came to the process of collection and compilation many books were composed. Touching the zenith of popularity the book of qirat *Al_Taseer*, attained a special place in the study of qira'. Then its explanations and precis came to public. Among them *Al-Hirz ul Amani,* arrained a special place ، even it replaced that and occupied *Al_Taseer* 's place. Due to its popularity and rank in the court of Allah and his prophet, to make its comprehension public and to get benefit of it, every skilled writer wrote its explanation. *Mullah_Ali Al_Qari* occupies a special place in the tones of Quran. He also wrote an explanatory book on it that is unavailable publicly. No doubt this book is special among the books of past on the same topic and a source of guidance for the coming works.

This article provides an introduction and characteristics of this book. It also provides a comparative study with other explanatory notes.

Keywords: Seven tones (Saba'a Huroof), book of qirat *Al_Taseer*, explanations and précis , *Al-Hirz ul Amani,*

قرآن کریم منزل من اللہ کتب میں آخری الہامی کتاب ہے۔ جسے اللہ تعالی نے تسہیل امت کے لئے سات حروف پر نازل فرمایا۔ یہ تمام کے تمام ساتوں حروف عین قرآن ہیں اور ان پر ایمان وایقان واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں صحابہ کرام کے سامنے اس کی مکمل تشریح و تفسیر پیش فرمائی اور اسے پڑھنا بھی سکھایا۔ صحابہ کرام کے بعد آئمہ قرأت نے ان قرأت کو آگے بڑھایا۔ کتب احادیث میں احادیث کی طرز پر ان قرأتِ مختلفہ کی اسناد بھی موجود ہیں۔ "سبعہ احرف" پر مبنی دس قرأت اور بیس روایات دنیا بھر میں پڑھی پڑھائی جارہی ہیں۔ ان میں سے چار روایات (قالون، ورش، دوری، حفص) ایسی ہیں جو دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں رائج و متداول ہیں۔ عہدِ تروینِ علوم سے لے کر آج تک قرأت قرآنیہ کے موضوع پر بے شمار اہل علم قراء نے کتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری

*پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد/ لیکچرار گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ اسلامیہ کالج فیصل آباد

**پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ہے۔

الحرز الامانی ووجہ التھانی (**شاطبیہ**) امام شاطبیؒ کی قرأت سبعہ میں اہم ترین اساسی اور نصابی کتاب ہے۔ یہ کتاب تدریسِ قرأتِ سبعہ میں مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ "**شاطبیہ**" جزیرہ اندلس کے قصبہ شاطبہ میں ۵۳۸ھ میں پیدا ہونے والے بصارت سے محروم، امام القراء قاسم بن فیرُّہ[1] بن خلف بن احمد الاندلسی الشاطبیؒ[2] کی قرأت پر مشتمل بحر بے بہا کا نام ہے۔ جس کو علامہ نے انتہائی جانفشانی کے ساتھ ترتیب دیا۔ اگرچہ علم قرأت پر امام شاطبیؒ کے ۳ منظوم قصائد بنام

۱۔ زیر تبصرہ، قصیدہ لامیہ {المعروف "**شاطبیہ**" (۱۱۷۳ اشعار)}

۲۔ قصیدہ رائی {جو مصحف عثمانی کے رسم الخط کے بیان میں ہے (۲۹۸ اشعار)}

۳۔ قصیدہ ناظمہ الزھر {جس میں آیات کا شمار اور تعدد آیات میں اختلاف کا بیان ہے (۲۹۷ اشعار)} موجود ہیں، لیکن قصیدہ لامیہ، المعروف **شاطبیہ** کو جو شہرت ودوام حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ہوئی۔[3]

"باب الاستعاذہ" سے ابتدا اور "باب مخارج الحروف وصفاتھا" پر ختم ہونے والا یہ قصیدہ "۷۷" ابواب مع خطبۃ الکتاب، ۹۴ صفحات اور "۱۱۷۳" اشعار پر مشتمل ہے۔ جس کے بارے میں خود امام شاطبیؒ قصیدہ شاطبیہ میں رقمطراز ہیں۔

؎ وابیاتھا الف تزید ثلاثۃ
ومع مائۃ سبعین زھرا وکملا[4]

"شاطبیہ" بنیادی طور پر کتاب التیسیر فی القرأت السبع از ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی الاندلسی (۴۴۴ھ م) کی منظوم تخلیص ہے[5]۔ جس کے بارے میں ابن الجرزی فرماتے ہیں۔

التیسیر من اصح کتب القرأت[6]

امام شاطبیؒ نے اگرچہ "شاطبیہ" میں "امام دانی" کی بیان کردہ کچھ قرات کو حذف اور کچھ غیر مذکور کو ذکر کیا ہے (جن کو اہل فن متروکات وزیادات سے تعبیر کرتے ہیں) لیکن آپ نے بعینہ "کتاب التیسیر" کی تقسیم پر فصول وابحاث منقسم کیے اور اس کا نام خود تجویز کیا۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

؎ وفی یسرھا التیسیر رمت اختصارہ
فاجنت بعون اللہ منہ مومّلا
وسمیتھا حرز الامانی تیمنا
ووجہ التھانی فاہنہ متقبلا[7]

اس قصیدہ میں "کتاب التیسیر" کی تسہیل (آسانی) ہے۔ جس کو میں نے ملحض ومختصراً پیش کیا ہے۔ پس یہ (قصیدہ) توفیق ومدد خدا کے سبب (کتاب تیسیر) سے زیادہ پھل لے آیا، یہی مطلوب بھی تھا۔ میں نے تبرکاً اس کا نام "حرز الامانی ووجہ التھانی (امید وخواہشات کی محافظ اور لذتوں کا رخ زیبا) رکھا۔ پس تم اس کو قبول کرتے ہوئے پکڑلو۔

شاطبیہ کی لذتوں اور خوبیوں سے پوری طرح وہی حضرات واقف ہیں جو اس کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ یہ قصیدہ نہایت فصیح وبلیغ نظم پر مشتمل ہے جس میں علم ووجوہ قرأت کے ساتھ ساتھ قاری کی رہنمائی اور پند ونصائح بھی موجود ہیں۔

ابتداء میں امام شاطبیؒ "۹۴" اشعار پر مشتمل خطبہ میں قراء سبعہ اوران کے راویوں سے متعلقہ توضیحات پیش کرنے کے بعد مذکور قراء کے مابین بیانِ قراءت کے اختلاف میں کتاب میں طے کردہ اپنا نہج وطریقہ واضح کردیتے ہیں جو کہ مبتدی وماہرین کے لئے نشانِ منزل کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ نیز ہر باب میں اس باب سے متعلقہ قاری کو اصولِ قرأت کے متعلق آگاہی اور نصائح بھی کئے دیتے ہیں۔ جیسے "باب البسملہ" میں رقمطراز ہیں۔

ومهما تصلها مع اواخر سورة
فلا تفضن الدهر فيها فتثقلا

جب بسم اللہ کو سورۃ کے آخر میں ملا کر پڑھو، بسم اللہ پر وقف نہ کرنا وگرنہ تم (قراء کی نظر میں) گراں گزر معلوم ہوگے۔ (کیونکہ بسم اللہ سورۃ کے شروع پر آتی ہے نہ کہ آخر پر)

بلاشبہ شاطبیہ علم قرأت میں مرکزیت کی حامل کتاب ہے۔ جس میں مخارج، انکی کیفیات وصفات، مجموعہ حروف اور متعلقہ حالتیں، ادغام، فصل ووصل سے لے کر قراء اور انکی روایات نیز وجوہِ قرات واختلافات کا مفصل اور آسان ذکر ہے۔ ابن خلکان رقمطراز ہیں:

قرأت سے وابستہ تمام لوگ اس کو یاد کرتے ہیں یہ ایسا قصیدہ ہے جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔[8]

اس کی مقبولیت وتداول نیز بارگاہ ایزدی ونبیؐ رحمت سے مقبول ومشرف ہونے [9] کے پیش نظر قراء ومشائخ نے اس کی تشریحات وتعبیرات کو اپنا اعزاز سمجھا ہے۔ شرح شاطبیہ کی شروحات کی تعداد ۵۰ سے زائد ہیں۔[10] جن میں سے معروف مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔الوصید فی شرح القصید از علم الدین علی بن حسن السخاوی (۶۴۳ھ م) ملا علی قاری نے اس کو شاطبیہ کی اول شرح قرار دیا ہے۔[11]

2۔الدرۃ الفریدہ فی شرح قصیدہ از ابو یوسف حسین ہمدانی (۶۴۳ھ م)

3۔کنز المعانی از عبد اللہ محمد بن احمد موصلی (۶۵۶ھ م)

4۔اللائی الفریدہ فی شرح القصیدہ از محمد بن حسن الفاسی (۶۵۶ھ م)

5۔المفید فی شرح القصید از محمد بن احمد اللورقی (۶۶۱ھ م)

6۔ابراز المعانی از ابو شامہ مقدسی (۶۶۵ھ م)

7۔کنز المعانی از ابو محمد ابراہیم الجعبری (۷۳۲ھ م)

8۔الفریدہ البارزیہ فی شرح الشاطبیہ از ابو القاسم البارزی (۷۳۸ھ م)

9۔العقد النفید فی شرح القصید از احمد بن یوسف حلبی (۶۵۶ھ م)

10۔شرح القصیدہ الشاطبیہ از شمس الدین محمد سمرقندی (۷۸۰ھ م)

11۔کنز الامانی از عجلان البقاعی (۸۶۸ھ م)

12۔شرح الشاطبیہ از جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ م)

13۔توضیح المعانی از شہاب الدین قسطلانی (۹۲۳ھ م)

14۔شرح الشاطبیہ از ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ م) { زیر تبصرہ }

15۔الفتح الرحمانی از سلیمان بن حسین جمزوری (۱۱۹۸ھ م)

16۔اتحاف الحاذی از محمد بن عبد السلام الفاسی (۱۲۱۴ھ م)[12]

برصغیر میں شروحات

1۔تشریح المعانی از قاری عبد المالک علی گڑھی، (۱۹۵۱ء م)

2۔تنشیط الطبع فی اجراء السبع از اشرف علی تھانوی (۱۹۴۳ء م)

3۔عنایات رحمانی از فتح محمد پانی پتی (۱۴۰۷ھ م)

4۔تلخیص المعانی فی شرح حرز الامانیاز تقی الاسلام دہلوی (۱۳۷۰ھ م)

5۔امانیہ شرح شاطبیہ از قاری اظہار احمد، ۱۴۱۲ھ

ہماری زیر تبصرہ "شرح الشاطبیہ لملا علی قاری" کو عدم دستیابی کی بناء پر مخطوط کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو کہ صحیح نہیں۔ مطبع مجتبائی دہلی سے شائع شدہ کتاب اگرچہ عام میسر نہیں اور اب چھپتی بھی نہیں لیکن بہر حال کتابی شکل میں موجود ہے، راقم کے پاس اس کا عکس موجود ہے۔ کتاب میں غوطہ زن ہونے سے پہلے کچھ مصنف کتاب کے بارے میں:

ترجمۃ الملا علی قاری

آپ کا نام علی اور آپ کے والد کا نام سلطان محمد ہے۔[13] آپ ملا علی قاری کے نام سے مشہور تھے۔ "ملا" خراسان، ایشیاء اور ہند میں علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر کو کہا جاتا تھا۔[14] مولوی، مولانا، ملا ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ عہد تیموریہ اور صفویہ کی کتابوں میں ملا کے القابات عام ملتے ہیں۔ ہرات میں اس لفظ کا اجراء ملا جامی سے معلوم ہوتا ہے۔[15] ہرات میں پیدا ہوئے اور وہیں سے "ابن خطیب معین الدین الھروی" سے قرآن مع التجوید حفظ کیا۔[16] آپ کی کنیت ابوالحسن اور لقب نور الدین ہے۔ مکہ معظمہ میں 1014ھ میں وفات پائی۔[17]

جب پہلے صفوی سلطان اسماعیل بن حیدر[18] نے ہرات پر تسلط قائم کیا اور قتل و غارت گری اور رافضی عقائد کی اشاعت کی تو آپ ہجرت کر کے مکہ چلے گئے۔ آپ نے مکہ میں اجل قراء کرام سے قرآن پڑھا اور "شاطبیہ" کو حفظ کیا نیز ساتوں قرأتوں کو "**شاطبیہ**" کے طریق سے پڑھا۔ آپ حسنِ ترتیل میں اس قدر مشہور ہوئے کہ قاری سے ملقب ہوئے۔[19] آپ کی قرأت کی روایت شیخ القراء المکہ" سراج الدین یمنی "سے ہوتی ہوئی، شمس الدین جزری اور ابوالقاسم شاطبیؒ تک جاتی ہے۔ ملا علی قاری سندِ قرات کی توضیح خود فرماتے ہیں۔

"و اما سندی فی تحقیق القرات و تدقیق الروایات علی الشیخ سراج الدین الیمنی،وقد قرا علی الجماعۃ قرؤ وا علی الامام خطیب المدینہ محمد بن یقظان، وھو قرا علی زین الدین الھیتمی، وھو علی شمس الدین الجزری، وھو اخذ عن شمس الدین الکیلانی، عن اللبان، عن التقی الصالح عن ابی القاسم الشاطبی، عن ابن نجاح، عن ابن ھذیل، عن ابی عمرو الدانی وسندہ مذکور فی کتابہ التیسیر منتھیا الی البشیر النذیر ﷺ" [20]

سراج الدین یمنی جیسے استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے سے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کو علم قرأت میں اس قدر اتقان حاصل ہوا کہ آپ نے حرز الامانی (الشاطبیہ) کی شرح تحریر کر ڈالی۔

شرح شاطبیہ لملا علی قاری کا تعارف

مطبع مجتبائی دہلی انڈیا سے طباعت شدہ کتابِ قرأت "شرح الشاطبیہ "اپنی مثال آپ ہے۔ شیخ محمود الحسن معتمد دار العلوم دیوبند "شرح شاطبیہ "کے متعلق رقمطراز ہیں۔

لا يمكن استقصاء محاسنہ و استيعاب محامده محتويا على غرر التحقيقات الرائعات و درر النكات المعجبات الفائقات۔[21]

راقم مقالہ کا دعویٰ ہے کہ اس شرح کے بعد جتنی بھی شروحات لکھی گئی سب کی اصل یہی شرح رہی۔ کوئی بھی شارح اس کتاب سے استفادہ کئے بغیر اپنی کتاب کی تکمیل نا کر سکا۔ نیلی خوبصورت جلد بعینہ شاطبیہ کے طرز پر منقسم 431 صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ابتداء میں "الحرز المعانی "مکمل اشعار، واضح ابواب میں منقسم، مندرج ہیں۔ جبکہ دوران شرح ابواب، غیر واضح اور عام عبارت میں لف ہیں جنکو تلاش بسیار کے بعد پہچانا جاتا ہے۔

مقدمہ ءکتاب میں ملا علی قاری، حمد و ثنا کے بعد کلام اللہ کے فضائل میں قرآن و احادیث ذکر کرتے ہیں۔ پھر ''سبعہ احرف'' وانواع قرأت پر احادیث مع الاسناد ذکر کرتے ہیں۔ مزید براں قرأت متواترہ و شاذہ کے حکم و حجیت پر بحث کرتے ہیں۔ اس کے بعد کتاب شاطبیہ کی اہمیت اور اس میں مشغول ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد تطلفتُ بہذا الشرح رجاء الدخول فی زمرة اصحابہ[22]

میں نے اس قصیدہ کا انتخاب اس لیے کیا تاکہ میں بھی اس کے خوش بخت شارحین کی صف میں شامل ہو جاؤں۔

مزید لکھتے ہیں؛

والقصيده الشاطبيہ تلتقة الائمہ باالقبول عجما و عربا وہی اقرب الكتب المصنفہ
فی ہذاالفن ،واتفق العلماء ان ما تغمنتہ متواترة بالطرق و مواققة لرسم المصاحف
العثمالی۔[23]

قصیدہ شاطبیہ کو عرب و عجم میں اہل فن میں مقبولیت حاصل ہے (میں نے اسی وجہ سے لیا ہے)۔ بلاشبہ یہ قرأت کے فن میں تصنیف کی گئی کتب میں سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور علماء اعیان کا اتفاق ہے کہ

اس میں موجود طرق، متواتر ہیں اور رسم عثمانی کے موافق ہے۔ بعدازاں شمائلِ امام شاطبیؒ اور اس کتاب کے قبولِ بارگاہ ایزدی و رسول کے متعلق تصریح کرنے کے ساتھ خطبہ کی تکمیل کرتے ہیں۔ نیز کتاب کے اختتام پر شاطبیہ کے آخری شعر کے تحت بارِ دِگر امام شاطبیؒ کی مہارت اور اس کتاب کے کامل ہونے پر گفتگو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔[24]

مصادر و مراجع

بلاشبہ شرح الشاطبیہ لملا علی قاری بیش قیمت علمی سرمایہ ہے۔ ملا علی قاری نے دوران توضیح کے لئے بنیادی امہات الکتب قرات، امہات الکتب لغات اور امہات الکتب حدیث جن سے استفادہ کیا۔

منہج و اسلوب

☆ شرح الشاطبیہ میں ملا علی قاری نے ابتداء سے انتہاء تک تحقیقی و استشہادی منہج اختیار کیا ہے۔

☆ اس کتاب میں کچھ مقامات پر فصاحت و بلاغت کا اسلوب اپنایا گیا ہے۔

☆ عام فہمی کے پیش نظر بعید از تکلفات، عبارت نہایت آسان، جامع، محیط و مبنی بر موضوع ہے۔

☆ ملا علی "الحرز الامانی و وجہ التھانی المعروف شاطبیہ" میں سے ہر ایک شعر کی الگ الگ تشریح کرتے ہیں

☆ فصیح الفاظ جو بلیغ معانی پر دال ہوں، تشریحِ مطالب میں استعمال کرتے ہیں۔

☆ تفہیمِ مطالب میں سہولت کے پیش نظر مالوف و مانوس تہ الاستعمال تراکیب کا استعمال کرتے ہیں۔

☆ شعر ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلے صرفی و نحوی تعلیل و ترکیب ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس نظریہ و موضوع سے متعلق جید اسلاف قراء کی رائے ذکر کرتے ہیں۔ بعدازاں الفاظ یا معانی کی تفہیم میں قرآن سے استشھاد لاتے ہیں اور تفسیری نکات بھرپور انداز میں ذکر کرتے ہیں۔ مزید براں تحقیقی اسلوب اپناتے ہوئے حدیث مع السند کے ذریعے استشھاد کرتے ہیں۔

☆ سورتوں سے متعلقہ ابواب میں قرأت سے غیر متعلقہ مباحث، شان نزول، فضائل، مکی مدنی اختلافات، تعددِ آیات ذکر کرتے ہیں۔[25]

☆ کسی موضوع سے متعلق اگر باقاعدہ کوئی تالیف ہو تو اس فن کی کتاب کی نشاندہی کرتے ہوئے محض اشارہ کرکے گزر جاتے ہیں۔

*والاحادیث فی فضل القران والقاری کثیرۃ وجمعت فیہ اربعون حدیثا [26]

*فی التفخیم والترقیق، حققناہ فی شرح المقد مہ الجزریہ[27]

توضیح الشعر بیان الترکیب

ملا علی قاری اشعارِ شاطبیہ کے معانی کی وضاحت اولاً صرفی و نحوی تعلیل اور ترکیب سے کرتے ہیں۔
مندرجہ ذیل شعر سے مروجہ انداز و نہج واضح ہوتا
ہے۔اول تا آخر ملا علی قاری کا توضیح مطالب میں تراکیب کا بیان کرنا اسی نہج پر ہے۔

ـوقارئہ المرضی قَر مثالہ
کالا ترج حالیہ مریحا و موکلا

قرآن کا قاری پسندیدہ ہے۔اس کی مثال اترج (بوٹی) کی سی ہے جو خوشبودار بھی ہوتی ہے اور خوش ذائقہ بھی۔

" قارئہ "ترکیب میں مبتدا ہے جو قرآن کی مرجع ضمیر کی طرف مضاف ہے۔"المرضی"اسم مفعول اس کی خبر ہے۔

"قر"ثبت اور استقر کے معنی میں جملہ مستانفہ ہے۔یا"مرضی" قاری کی صفت ہے اور "قر مثالہ "خبر ہے۔

اترج"قر" کے فاعل "مثالہ" سے حال ہے یا"قر"کا فاعل ضمیر ہے۔جس کا مرجع "قاری" ہے۔

"حالیہ"اترج سے بدل اشتمال ہے،اور "مریحا و موکلا" دونوں اترج سے حال ہیں۔

"اُترج" ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ ہے۔یہ ایک قسم کی بوٹی ہے جس کی خوشبو اچھی اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔"اترج، التریجہ، التریج "مختلف لغات ہیں جیسا کہ قاموس میں ہے۔اور شعلہ (امام موصلی) کا قول کہ "اترج" جمع ہے "اترجہ" کی۔اپنے ظاہر پر نہیں ہے، بلکہ یہاں اس کی جنس مراد لی گئی ہے۔[28]

☆جبکہ ابتداء مبحث پر اگرچہ تراکیب سے اجتناب کرتے ہیں لیکن لفاظی توضیحات یہاں بھی سابقہ نہج پر ہیں۔

"باب الفتح والامالہ وبین اللفظین" کے تحت لکھتے ہیں:

"فتح"، یہاں امالہ کی ضد ہے۔ یہی اصل ہے کیونکہ یہ کسے امر زائد پر موقوف نہیں. جبکہ "امالہ" فرع ہے۔ "فتح" حجازیوں کی لغت ہے اور "امالہ" اہل نجد، بنی اسد، تمیم اور قیس کی ہے۔ (دونوں درست ہیں)۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآن کو عرب لہجے میں پڑھو۔ بہر حال یہ بھی "سبعہ احرف" سے ہے۔ "امالہ" بمعنی میلان وجھکاؤ ہے۔ الف کو یاء کی طرف جھکانا اور فتح کو کسرہ کی طرف، اگر میلان تام ہو تو امالہ کبریٰ اور اضجاع کہتے ہیں۔ اگر تام نہ ہو تو اسے امالہ صغریٰ، بین بین اور تلطیف کہتے ہیں۔[29]

استشہاد بالقرآن

حسب روایت، توضیح مطالب میں ملا علی قاری ماثورہ اسلوب اپنائے ہوئے سب سے پہلے قران سے استشہاد کرتے ہیں۔

وبعد فحبل الله فینا کتابہ،
فجاہد بہ حِبل العِدا متحبلا[30]

حمد و ثناء کے بعد! حق تعالی (تک پہنچنے کا) ذریعہ ہمارے درمیان اس کی کتاب (قران) ہے۔ پس تم اس سے دشمنان دین کے حوادث کا مقابلہ کرو اور اس کے دفاع کی کوشش کرو بایں طور کہ تم اس کے (قوی و روشن دلائل کے) جال سے شکار کرنے والے ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں

فی المصراع الاول ایماء الی قولہ تعالٰی { وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا[31]
وقد قال تعالٰی: ' وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ[32]

وہو خیر جلیس لا یمل حدیثہ
و تردادہ یزداد فیہ تجملا[33]

قرآن ایسا بہترین ہم نشین ہے کہ جس کی بات (تلاوت) ناگوار نہیں گزرتی۔ اس کا بار بار پڑھنا (قاری یا قران) کے جمال میں اضافہ کرتا ہے۔ اس مصرعہ کی توضیح میں قرانی آیات یوں ذکر کرتے ہیں۔

کما قال تعالی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ[34] يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا[35]

استشہاد بالحدیث

ملا علی قاری کا محدثانہ رنگ حسب روایت اس تصنیف میں بھی غالب نظر آتا ہے۔ جابجا احادیث کا ذکر مع السند کے ساتھ ساتھ اس کا حکم بھی بیان کرتے نظر آتے ہیں۔

وہو اخلقُ بہ اذلبس یخلق جدۃ

جديدا مواليہ على الجد مقبلا

قران (کس قدر عجیب، عظیم الشان اور لائق مجاہدہ ہے کہ) وہ اپنے نئے ہونے کے اعتبار سے پرانا نہیں ہوتا۔

اس کی طرف متوجہ ہونے والا دوست درستگی اور بہتری پر ہے۔ مذکورہ بالابیتِ شاطبیہ کے تحت لکھتے ہیں۔

*راوی ابن مسعود مرفوعا و موقوفا كما اخرجہ البھیقی فی کتاب المدخل ان ہذ القران لا ینقفی عجائبہ

*یا ابا هریرہ تعلم القران و علمہ الناس ولا تزال کذالک حتٰی یاتیک الموت

*واصحها واصحها حديث خيركم من تعلمرواه البخارى و احمد[36]

☆"اترج" کی توضیح میں لکھتے ہیں،

ثبت صفتہ فی الحدیث، والتمثیل المصطفوی ہو ما رواہ احمد واصحاب الستۃ عن سعيد الخدری،مثل المومن الذی یقراء القران کمِثل الاترجۃ ریحها طیب و طعمها طیب دمثل المومن الذی لا یقراء القران كمثل التمرة لا ریح لها و طعمها حلو، ومثل المنافق الذی لا یقرء القران کمثل الحنظۃ لیس لها ریح و طعمها مرو۔[37]

اسلاف قراء سے استشهاداور اس پر تبصرہ

اختلافِ مسئلہ میں ملا علی قاری اسلاف قُرّاء اعیان کی رائے ذکر کرتے ہیں۔ اگر متفق ہوں تو ویسے ہی ذکر کرتے ہیں جبکہ محل نظر ہو تو تبصرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ تلمیذِ تلمیذِ سیوطی[38] کی سب سے بڑی خوبی نقدو تبصرہ ہے۔آپ نے محض جمع آوری کا کام نہیں کیا۔ چند امثلہ درج ذیل ہیں۔

*ذكره الحافظ اصفہانی تلمیذ الشیخ الجزری فی المد یقدم المد فی اللین[39]

*وضمیرہ للحمد لا لِا سم الله كما قال السخاوی و تبعہ اکثر الشراح حتی الجعبری[40]

☆فتح وامالہ کی توضیحات کے تحت رقمطراز ہیں۔

*ذكره الجعبری و بعضهم ان الاصل تغیر الحروف ، وامالہ الالف تابع لہ، وقال بعضهم الاصل تغير الالف ، وتغيرالحرف تابع، ہذا ضعیف عند المحققین۔

*قال اصفہانی و كثير من المتقدين اقروہا باالکسر، ینبغی ان یجتنب فی الامالۃ الشدید ةمن القلب الخالص[41]

*واصحها واصحها حديث خيركم من تعلم[42]

*فقول شعلہ "والاترج جمع الترجۃ لیس علی ظاہرہ بل اراد انہ جنسہ[43]

موازنہ شرح شاطبیہ لملا علی قاری مع الشرحین (الشاطبیہ لسیوطی و موصلی)

کنز المعانی شرح حرز المعانی از محمد موصِلی[44] ۶۵۶ھ م[45] و شرح الشاطبیہ از امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ م[46] کا شرح الشاطبیہ لملا علی قاری سے موازنہ پیش خدمت ہے:

☆شرح **شاطبیہ** لملا علی قاری کے ابتداء میں متن شاطبیہ مکمل موجود ہے نیز ملا علی قاری، شاطبیہ کا شعر ذکر کرتے ہیں اور ایک ایک شعر کی الگ، الگ توضیحات کرتے ہیں برعکس سیوطی و موصلی کے۔امام سیوطی کی شرح شاطبیہ میں نہ تو متنِ شاطبیہ اجمالا مذکور ہے بلکہ وہ تو اس قدر ایجاز عبارت پر عمل پیرا ہیں کہ شعرِ شاطبیہ کا ذکر کیے بغیر ہی اس کی توضیحات میں اتر جاتے ہیں۔[47] دوسری طرف امام موصلی کبھی 2 اشعار حتی کہ موضوع سے متعلقہ اکٹھے 3،3 اشعار کو ایک ہی پیرائے میں نقل کر دیتے ہیں۔اور ان کی صرفی و نحوی تعلیل سمیت تمام توضیحات و مباحث اکٹھی ذکر کر دیتے ہیں۔[48]

☆امام سیوطی "شرح **شاطبیہ**" میں بھی طرز جلالین کو اپنائے ہوئے اختصار و ایجاز عبارت پر عمل پیرا ہیں حتی کہ ایک شعر کی زیادہ سے زیادہ توضیح 3 سے 4 سطور میں مکمل کر دیتے ہیں اسی طرح امام موصلی بھی توضیح اشعار میں 7 سے 8 سطروں میں معاملہ نپٹا دیتے ہیں۔اس کے بالکل برعکس شرح شاطبیہ لملا علی قاری میں ملا علی قاری ایک شعر کی توضیح میں چار سے پانچ صفحات تک طویل مباحث ذکر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔تعلیلات و اقتباسات کے علاوہ علم قرات سے غیر متعلقہ مباحث (سورتوں کے، شان نزول، فضائل، مکی مدنی اختلافات، تعددِ آیات وغیرہ) بھی بکثرت موجود ہیں جو نہ صرف کتاب کی ضخامت کا سبب بنیں بلکہ کبھی کبھی تو اس طوالت سے اصل منشاء ہی فوت ہوتا دکھائی دیتا ہے۔[49]

☆شرح شاطبیہ لسیوطی و موصلی میں توضیح مطالب میں قرانی امثال بکثرت موجود ہیں جب کہ ملا علی قاری میں ان کی نسبت کم ہیں۔

☆سیوطی و موصلی، اشعار کی توضیح میں مشکل الفاظ و تراکیب استعمال کرتے ہیں، جب کہ علی قاری، قاری کو آسان الفاظ سے معانی تک رسائی دیتے ہیں۔

☆صرفی و نحوی توضیحات شرح الشاطبیہ سیوطی میں بہت کم ہیں ان کا اصل منشاء محض معانی کی تفہیم ہے جبکہ ملا علی قاری اور امام موصلی عربی ادب کے شائقین کی پوری تسکین کرتے ہوئے بکثرت تعلیلات و تراکیب کا استعمال کرتے ہوئے عربی ادب پر کمال گرفت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

☆امام موصلی اقتباسات کے بغیر ہی توضیحات کرتے ہیں اسی طرح امام سیوطی کا منہج بھی جمع آوری ہے نقد و تبصرہ نہ ہونے کے برابر ہے جب کہ ملا علی قاری عبارت کی تفہیم میں منقول اقوال پر رائے بھی دیتے ہیں۔

نتائج بحث

ماہر قرات ملا علی قاری کے فن قرات کے کمال ملکہ کی مظہر یہ کتابِ شرح، قرات کی کتب سابقہ کی جامع اور مابعد کے لیے مصدر رہے۔ عربی ادب کے شائقین کے لیے بیک وقت تراکیب اور لغت کی کتاب ہے۔ نقد و آراء سے مزین یہ تالیف مبتدی و ماہرین کے لیے نشان منزل ہونے کے ساتھ ساتھ جادہ کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔

حوالہ جات

1 بکسر الفاء بعدھا یاء، آخر الحروف ساکنہ ثم راء مشددۃ مضمومۃ۔/ابن اسماعیل، عبدالرحمن، ابراز المعانی من حرز الامانی، مدینہ منورہ، جامعہ اسلامیہ ۱۴۱۳ھ، ۱:۱

2 الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1405، 262:21/کحالہ، عمر رضا، معجم المولفین، باب القاف، بیروت، دار احیاء التراث، ۸:۱۱۰

3 الخلیلی، ابراہیم بن عمر، کنز المعانی، ریاض، وزارت الاوقاف وشئون الاسلامی، ۲۰۱۱ء، ۱:۳۲

4 الشاطبیؒ، ابوالقاسم بن فیرہ، الحرز الامانی ووجہ التھانی فی القرات السبع، لاہور، مکتبہ القرات، :۹۳

5 دانیہ کے باشندے تھے، پیدائش ۳۷۱ھ ہے۔/الذھبی، شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ، بیروت، دار لکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، ۳:۱۱۲۰

6 حاجی خلیفہ، کشف الظنون، بیروت، دار الفکر، 1982ھ، ۱: ۵۲۰/ابن جزری، محمد بن محمد، غایہ النھایہ فی طبقات القراء ،بیروت، دار لکتب العلمیہ، ۲: ۲۰۔۲۳

7 الشاطبیّ، ابو القاسم بن فیرہ، الحرز الامانی ووجہ التھانی فی القرات السبع، لاہور، مکتبہ القرات، :۶

8 ابن خلکان، محمد بن احمد، وفیات الاعیان، بیروت، دار صاد، ۴: ۷۰

9 ملا علی قاری نے شرح شاطبیہ کے آخر میں امام قرطبیؒ سے نقل کیا ہے کہ تالیفِ شاطبیہ کی فراغت کے بعد علامہ شاطبیؒ نے اس قصیدے کو لیکر بیت اللہ کے 12000 طواف کیے اور مقام دعا پر یہ کہا۔اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب ھذا البیت العظیم انفع بھا کل من قراھا۔ سو یہ دعا مقبول ہوئی۔ نیز رسول اللہ ﷺ علامہ موصوف کے خواب میں آئے اور اس کتاب کو دست مبارک میں لے کر فرمایاھی مبارکۃ من حفظھا دخل الجنۃ / قاری، علی بن سلطان، **شرح شاطبیہ**، انڈیا، مطبع مجتبائی، : ۴۳۰/نیز الحفیان، احمد محمود، **اشہر المصطلحات فی فن اداء وعلم القرات**، بیروت، دار الکتب العلمیہ، : ۸۷

10 الفھرش الشامل لتراث العربی الاسلامی المخطوط/القرأت، : ۸۴۔۹۹

11 قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، : ۳/تھانوی، اظہار احمد، شرح شاطبیہ، لاہور، قرأت اکیڈمی، : ۵

12 حاجی خلیفہ، کشف الظنون فی اسامی الکتب والفنون، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱: ۶۴۷

13 عبد الملک عصامی شافعی 1111ھ م نے **سمط النجوم العوالی والتوالی**، ۴: ۳۹۴ میں ملا علی قاری کے والد کا نام ذکر کرتے ہوئے فقط سلطان پر اکتفاء کیا ہے۔ نیز ابوالفیض مرتضیٰ بلگرامی 1205ھ م نے **تاج العروس من جواہر القاموس** کے مقدمے ۱: ۳ اور شیخ عبدالحیء لکھنوی نے اپنی کتاب **طرب الاماثل بتراجم الافاضل**، ۲۲۵ میں بھی اسی پر اکتفاء کیا ہے۔ عبدالحکیم چشتی نے اپنی تصنیف **البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ** ص ۱ میں تصریح کی ہے کہ میں نے سندھ میں موجود مصحف مخطوط پر ملا علی قاری کی خطاطی میں علی بن سلطان محمد خود دیکھا ہے۔اسی طرح تمام مطبوعات جو آستانہ، مصر اور ہند میں شائع ہوئیں ان پر بھی ایسے ہی ہے۔

14 مزید دیکھیے الموسوعۃ العربیۃ العالمیۃ مادہ "ملا"

15 اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب، مادہ "ملا"

16 ملا علی قاری نے خود تصریح فرمائی، دیکھیے، رسالہ شم العوارض فی ذم الروافض، تحقیق محمد احمد، المکتبہ المعروفیہ، کوئٹہ، ۶: ۳۵۷

17 لکھنوی، عبدالحیء بن عبدالحلیم، التعلیقات السنیہ علی الفوائد البھیہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، : ۸/المحبی، محمد امین فضل اللہ، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، بیروت، المطبعۃ الوھبیہ، 1284ھ، ۳: ۱۸۵

18 بیگ، مرزا مقبول، ادب نامہ ایران، لاہور، یونیورسٹی بک ایجنسی، : ۴۸۴

19 چشتی، عبدالحکیم، البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ، ملتان، مکتبہ امداد العلوم، ۱: ۳

20 ملا، علی قاری، المنح الفکریہ، تحقیق، دکتور احمد شکری، دمشق، دار الغوثانی لدراسات القرآنیہ، 2012ھ، : ۳۲۴

21 قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، سرورق

22 ایضا مجتبائی، : ۴۳۰

23 ایضا، : ۲

24 ایضا، : ۴۳۰

[25] مزید دیکھیے، ابواب متعلقہ بالسورۃ، قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، :۱۲۱، ۱۳۰، ۱۴۹، ۱۶۷

[26] قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، :5

[27] ایضا، :۱۱۰

[28] قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، :۵

[29] ایضا، :۱۱۰

[30] الشاطبیؒ، ابوالقاسم بن فیرہ، الحرز الامانی ووجہ التھانی فی القرات السبع، لاہور، مکتبہ القرات، :۱

[31] ال عمران ۳:۱۰۳

[32] قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، :۴

[33] ایضا، :۷

[34] بنی اسرائیل، ۱۷:۸۲

[35] البقرۃ، ۲:۲۶

[36] قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، :۵

[37] ایضا

[38] ملاعلی قاری، امام سیوطی کے شاگرد "الشیخ علی الجنانی" کے شاگرد ہیں۔/ جمالین کے مقدمہ میں ملا علی قاری خود تصریح فرماتے ہیں مولانا و شیخ مشائخنا خاتمۃ المجتھدین الشیخ جلال الدین السیوطی / قاری، علی بن سلطان، الجمالین للجلالین، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ۱:۱۱

/ مرقاۃ شرح مشکوۃ کے مقدمہ میں نام کیساتھ رقمطراز ہیں۔ قد حصل لی اجازۃ عامۃ ورخصۃ تامۃ من الشیخ علی الجنانی الشافعی، قد قال ، قراتٔ علیٰ جلال الدین السیوطی من الحدیث و غیرہ۔/ قاری، ملاعلی بن سلطان، مرقاۃ المفاتیح، ملتان، مکتبہ امداد العلوم، ۱:۲

[39] قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، :۵۶

[40] ایضا، :۸

[41] ایضا، :۱۱۰

[42] ایضا، :۵

[43] ایضا

[44] میم کے فتحہ اور صاد کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ یہ نسبت، شہر موصل میں رہنے کی وجہ سے ہے جو کہ نینویٰ کے مقابل نہرِ دجلہ کے کنارے واقع ہے۔/ ابن الجزری، شمس الدین محمد، غایۃ النہایۃ فہ طبقات القراء، بیروت، دار لکتب العلمیہ، ۲:۴۳/ حموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، بیروت، دار صاد، ۵:۲۲۳

[45] الإِمَامُ، المُجَوِّدُ، الذّکی، ابُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بنُ احْمَدَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ احْمَدَ بنِ حُسَيْنٍ المَوْصِلِي، الحَنْبَلِي، المُقْرِی، شُعْلَةُ، تُوُفِّيَ فِي صَفَرٍ، سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِيْنَ وَسِتِّ مائَةٍ، عَاشَ ثَلاَثاً وَثَلاَثِيْنَ سَنَةً/ الذھبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، 1405ھ، ۲۳:۳۶۰/ الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، بیروت، دار العلم للملایین،، ۶۱:۲۱۸

[46]ابو الفضل عبد الرحمان بن ابی بکر جلال الدین السیوطی 849ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور 19 جمادی الاول 911ھ میں وفات پائی۔/ العیدروس، عبد القادر الیمنی الہندی، النور السافر عن اخبار القرن العاشر، بیروت، دار صاد، 2001،:۹۰

[47] یاد رہے کہ مخطوط کے مرتبین نے اشعار شاطبیہ کا ذکر سہولت کے پیش نظر خود سے کیا ہے جب کہ اصل مخطوط میں معاملہ ایسا نہیں ہے۔/دیکھیے۔ سیوطی، جلال الدین، شرح شاطبیہ، اندلس، مؤسسۃ قرطبہ، تحقیق ابو عاصم حسین، :۳۔۱۱

[48] موصلی، کنز المعانی، دمشق، مطبعہ المصحف الشریف، ص ۹۳، ۴۴، ۲۵

[49] مزید دیکھیے، ابواب متعلقہ بالسورۃ، قاری، علی بن سلطان، شرح شاطبیہ، انڈیا، مطبع مجتبائی، ص ۱۲۱، ۱۳۰، ۱۴۹، ۱۶۷